OPEN ACCESS

ABHATH

(Research Journal of Islamic Studies)

Published by: ***Department of Islamic Studies, Lahore Garrison University, Lahore.***

ISSN (Print) : 2519-7932

ISSN (Online) : 2521-067X

January-March-2024

Vol: 9, Issue: 33

Email:abhaath@lgu.edu.pk

OJS:https://ojs.lgu.edu.pk/index.php/abhath/index

منہج دعوت کے جدید تقاضے

Modern Requirements of Da'wat Methods

Noor Hussain

PhD Scholar, Dept. Of Quran and Tafseer, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan: noorhussain24121962@gmail.com

Dr Hafiz Muhammad Sajjaid

Associate Professor, Department of Interfaith Studies, Allama Iqbal Open University Islamabad, Pakistan: msajjadaiou@hotmail.com

Abstract

Da'wat is one of the most important duties of religion. It is the way of the Prophets to preach the religion and to teach the rules of the Shari'ah. The superiority of the Muslim Ummah over other Ummahs is due to this duty of Da'wat. Therefore, it is necessary for every Muslim to convey as much knowledge of Sharia, as much as he knows about Shari'ah. In the light of the strategy of Da'wat and Tabligh of the Holy Prophet Muhammad(PBUH), we need to seriously reconsider our situation and adopt the modern requirements for Da'wat. Scholars, nobles and preachers have a further responsibility to consider the duty of Da'wat as a religious and Shari'ah responsibility and to perform the work of Da'wat in a better way, to take into account the modern requirements that are helpful and supportive in Da'wat.As Muslims, it is our duty to be the cause of salvation for humanity and adopt the modern requirements to bring it to the valleys of civility and decency. It is very important to follow the modern requirements of our times for the propagation of religion, in which there is no Shari'ah or moral wrongdoing. The modern requirements of our time in teaching and preaching have become very necessary because with their help the work of years can be done in months and the work of months in days with a much higher quality than ever before. Therefore, it is a requirement of Da'wat in modern era that to make Da'wat efficient and fast, the work of Da'wat should be done keeping in mind the modern requirements of this era. This article discusses the modern requirements of Da'wat methods.

Keywords: Modern, Requirement, Da'wat Deen , methods.

دعوت اسلام کے فرائض میں سے اہم فریضہ ہے۔ دعوتِ دین اور احکام شرعیہ کی تعلیم دینا شیوۂ پیغمبری ہے۔ دعوتِ دین وہ اہم دینی فریضہ ہے، جو اہل اسلام کی اصلاح، استحکام دین اور دوام شریعت کا مؤثر ذریعہ ہے۔ لہذا ہر مسلمان پر لازم ہے کہ اسے شریعت کا جتنا علم ہو، شرعی احکام سے جتنی واقفیت ہو اور دین کے جس قدر احکام سے آگاہی ہو وہ دوسروں تک پہنچائے۔ علماو فضلا اور واعظین و مبلغین، محققین پر مزید ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ فریضہ دعوت کو دینی و شرعی ذمہ داری سمجھیں اور دعوت دین کے کام کو مزید عمدہ طریقے سے سرانجام دینے کے لیے جدید تقاضوں کو بھی مد نظر رکھیں جو دعوت دین میں ممد و معاون ہوں۔ دعوتی نقطہ نظر سے بھی جدید تقاضے نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کو ساحل نجات بخشنے کا سبب بنیں اور اسے تمدن کی وادیوں میں تہذیب و شائستگی کے جام پلانے کے لیے جدید تقاضوں کو اختیار کریں۔ تبلیغ دین کے لئے اپنے دور کے جدید تقاضوں کو فراموش کرتے ہوئے صرف قدیم ادوار میں مروج طریقوں پر اکتفا کرنا دور جدید میں ایسا ہی ہے جیسا کہ میدان جنگ میں ایٹم بم اور لیزر گائڈڈ میزائلوں کا مقابلہ تلوار اور نیزے سے کرنے کی کوشش کرنا۔ تعلیم و تبلیغ میں اپنے دور کے جدید تقاضوں پر عمل پیرا ہو کر سالوں کا کام مہینوں میں اور مہینوں کا کام دنوں میں پہلے سے بہت اعلیٰ معیار کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

انبیائے کرام علیہم السلام نے تبلیغ کے جو طریقے اختیار کئے ہیں، وہ ان کے زمانوں کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ و ترقی یافتہ طریقے تھے اور یہ طریقے حالات کے تغیر اور تمدنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ بدلتے بھی رہے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معاملہ میں کسی ایک ہی طریق پر اصرار صحیح نہیں ہے، بلکہ داعیان حق کو چاہئے کہ وہ ہر زمانے میں تبلیغ و تعلیم کے وہ طریقے اختیار کریں جو ان کے زمانوں میں پیدا ہو چکے ہوں اور جن کو اختیار کر کے وہ اپنی کوششوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنا سکتے ہوں۔ لہذا دور جدی میں دعوت دین کا یہ تقاضا ہے کہ دعوت کو موثر اور تیز رفتار بنانے کے لیے اس دور کے جدید تقاضوں کو مد نظر رکھ کے دعوت کا کام کیا جائے۔

ذیل چند اہم تقاضوں کی اہمیت اور ان کو اختیار کرنے کے بارے میں فکر و عمل کا مطالعہ پیش خدمت ہے۔

1۔ عصری تقاضوں سے ہم آہنگی

دور جدید کا تقاضا ہے کہ دعوت دین کے کام کے لیے بدلتے حالات کو مد نظر رکھا جائے۔ داعی کو اعتدال پسند ہونا چاہیے۔ آپ ﷺ کی داعیانہ کردار کی خوبی ہے کہ آپ ﷺ نے جہاں استقامت کی ضرورت تھی وہاں آپ ثابت قدم نظر آئے جہاں نرمی چاہیے تھی وہاں لچک دکھائی، ہر فیصلہ بصیرت سے بھرپور کیا۔ کبھی محض جذبات سے اقدام نہ فرمایا۔ متوازن فیصلے کرنے پر انسان کا اختیار ہے۔ حالات بدلتے رہتے ہیں اور نئے حالات کے نئے تقاضے

ہوتے ہیں۔آپ ﷺ کی حیات طیبہ میں بھی حالات بدلتے رہے۔آپ ﷺ نے بدلتے حالات کو خوب سمجھا اور حالات کے تقاضوں کے پیش نظر ایسے بہترین فیصلے کیے جن سے دعوت دین کا عمل دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا گیا۔بدلتے حالات اور زمانے کو سمجھ کر چلنے کا اسلوب موثر دعوت کے لئے بہت ضروری ہے۔داعی اعظم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی زندگی اسی دانشمندانہ طرز عمل کی عکاس تھی۔مکی دور رسالت ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ دور مغلوبیت میں تبلیغ کی حکمت عملی کیسی ہونی چاہیے۔آپ ﷺ نے پہلے 3 برس پس پردہ تبلیغ کی۔جب آپ ﷺ کے ارد گرد جانثاروں کی ایک معقول تعداد ہو گئی تب آپ ﷺ نے اعلانیہ دعوت کا اعلان کیا، سیدنا عبد اللہ بن مسعود کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مسلسل خفیہ دعوت دیتے رہے، یہاں تک کہ سورۃ الحجر کی آیت "فاصدع بما تومر" نازل ہوئی۔تب آپ ﷺ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ اعلانیہ تبلیغ کی۔[1] اہل مکہ کے ظلم و ستم کے خاتمے کے لیے ہجرت مدینہ کا فیصلہ نہایت عظیم والشان تھا لیکن اس کے لیے بھی پہلے باقاعدہ پلاننگ کی گئی تھی۔آپ ﷺ نے پہلے اپنے ساتھیوں کو اپنی نگرانی میں مکہ سے رخصت کیا اور جب مکہ کے اکثر اہل ایمان ہجرت کر گئے تب آپ ﷺ نے اپنی اور اپنے قریبی ساتھی حضرت ابو بکر صدیق کے ہمراہ مدینہ کی طرف ہجرت کی اور اس ہجرت کی وجہ سے اسلامی دور کے ایک نئے سنہری باب کا اضافہ ہوا۔[2]

آپ ﷺ کی ساری زندگی اس بات کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے ہمیشہ بدلتے حالات کو تحمل اور دانشمندی سے سمجھا اور پھر حالات کی نزاکت کو دیکھتے ہوئے ایسے بہترین فیصلے کئے جن کے نتائج نے ثابت کی کہ آپ ﷺ کا دور ہر لحاظ سے شاندار تھا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ موجودہ دور کے تیزی سے بدلتے حالات اور ان کے تقاضوں کو سمجھا جائے اور ان کی روشنی میں دعوت و تبلیغ کے حوالے سے ضروری اقدامات کئے جائیں، جلد بازی، اندھا دند اقدامات اور روایت

---

[1]۔ابن کثیر،اسماعیل بن عمر، تفسیر القرآن العظیم،(دار السلام للنشر والتوزیع ریاض،1999ء)،ج4،ص 551

Ibn Kaseer, Ismail Bin Umar, Tafseer Al-Qur'an Al-Azeem,(Dar al-Salam Riyadh,)1999 Vol. 4, P: 551

[2]۔البخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،الجامع الصحیح، كِتَاب الْمَغَازِي، بَابُ غَزْوَةُ خَيْبَرَ،رقم الحدیث: 4210

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jameh al-Sahih, Kitab al-Maghazi, Bab Ghazwa Khaybar, Hadith No: 4210

پسندی کے بے تکے اقدامات سے گریز کیا جائے۔ کیونکہ دعوت و تبلیغ کے لیے جدید دور کے تقاضوں سے ہم آہنگ ہونا بہت ضروری ہے۔

2۔جدید ذرائع ابلاغ کے مؤثر استعمال کی حکمت عملی

جدید دور کے جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال کرنا جدید دور کا ایک اہم تقاضا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ کا پیغام دنیا کو پہنچانے کے لیے اپنے عہد کے جدید ترین اور موثر ترین ذرائع ابلاغ کو استعمال کیا اور مطلوبہ نتائج حاصل کیے۔ جدید ذرائع ابلاغ کی صورت میں میسر سہولت کسی خاص طبقہ کی جاگیر نہیں بلکہ اس میں ساری انسانیت کا آزادانہ حصہ ہے، خیر و شر کے لشکروں میں سے جو جتنا چاہے اس سے حاصل کرلے۔ ایک ایسے وقت میں جب ان ذرائع کو استعمال کرتے ہوئے سماج کو اعلیٰ اقدار سے محروم کر کے انسانیت کا وجود خطرے میں ڈالا جارہا ہے اور اسے خوش نما ناموں کے ساتھ زہر ہلاہل پلائی جارہی ہے۔ دعوتی نقطہ نظر سے بھی یہ آلات و وسائل نہایت اہمیت کے حامل ہیں اور دورِ حاضر میں اس مقصد کے لیے بڑے پیمانہ پر ان کا استعمال ہو بھی رہا ہے۔ بحیثیت مسلمان ہمارا فرض ہے کہ ہم انسانیت کو ساحل نجات بخشنے کا سبب بنیں اور اسے تمدن کی وادیوں میں تہذیب و شائستگی کے جام پلانے کے لیے جدید ذرائع و وسائل کو اختیار کریں۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

فقال علي: يا رسول الله، اقاتلهم حتى يكونوا مثلنا؟، فقال:" انفذ على رسلك حتى تنزل بساحتهم، ثم ادعهم إلى الإسلام، واخبرهم بما يجب عليهم من حق الله فيه، فوالله لان يهدي الله بك رجلا واحدا خير لك من ان يكون لك حمر النعم ."۔[3]

علیؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک جنگ کروں گا جب تک وہ ہمارے ہی جیسے نہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یوں ہی چلتے رہو' ان کے میدان میں اتر کر پہلے انہیں اسلام کی دعوت دو اور بتاؤ کہ اللہ کا ان پر کیا حق ہے۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ ایک شخص کو بھی ہدایت مل جائے تو یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

[3]۔ابن ہشام، عبدالملک ''السیرة النبویہ''، (مصطفیٰ البانی الحنبلی، مصر، 1995)، ج:1، ص:488

Ibn Hisham, Abd al-Malik ,Al-Sirat al-Nabawiyyah'', (Mustafa Albani al-Hanbali, Egipt, 1995),vol: 1, P: 488

انبیائے کرام علیہم السلام نے تبلیغ کے جو طریقے اختیار کئے ہیں، وہ ان کے زمانوں کے لحاظ سے نہایت اعلیٰ و ترقی یافتہ طریقے تھے اور یہ طریقے حالات کے تغیر اور تمدنی ترقیوں کے ساتھ ساتھ بدلتے بھی رہے ہیں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ اس معاملہ میں کسی ایک ہی طریق پر اصرار صحیح نہیں ہے، بلکہ داعیان حق کو چاہئے کہ وہ ہر زمانے میں تبلیغ و تعلیم کے وہ طریقے اختیار کریں جو ان کے زمانوں میں پیدا ہو چکے ہوں اور جن کو اختیار کر کے وہ اپنی کوششوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ مفید اور نتیجہ خیز بنا سکتے ہوں۔[4]

3۔ادیان اور معاصر عالمی نظامات کا شعوری مطالعہ

حالات کی سنگینی کو دیکھتے ہوئے دور جدید کا ایک اہم تقاضا یہ ہے کہ دعوت دین کے بہترین نتائج حاصل کرنے کے لیے بہترین مبلغین تیار کیے جائیں کیونکہ دعوت میں سب سے اہم اور بنیادی کردار مبلغ کا ہوتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لیے بہترین اور مثالی لوگوں کا انتخاب فرمایا۔اسلامی ریاست کی ذمہ داری ہے کہ ایک ایسا ادارہ قائم کیا جائے جہاں مثالی مبلغین تیار کیے جائیں۔ نمرود کی سوچ بوجھ اور کمزور رائے کو دیکھتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ نے پہلی دلیل (موت وحیات کی حقیقت) پر اصرار کرنے کی بجائے دوسری ایسی دلیل (سورج کو مشرق کی بجائے مغرب سے نکالنے) کی پیش کی جو پہلی دلیل سے بہت زیادہ واضح اور مضبوط تھی جس نے نمرود کو لاجواب کر دیا۔[5]

اسلامی ریاست کو نہ صرف اسلام کے مطلوبہ معیار کے مبلغین تیار کرنے چاہئیں بلکہ انہیں میدان عمل میں بھیجنے کے بعد ان کی سرگرمیوں پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔آپ ﷺ قرآن سنت کی تعلیم دینے کے بعد چند خاص صحابہ کو ہی دین کی تبلیغ کا فرضہ سرانجام دنے کی ذمہ داری سونپتے ان صحابہ کو عام طور پر قراء کہا جاتا تھا۔[6]

---

[4]۔اصلاحی، مولانا امین احسن، دعوت دین کی اہمیت اور تقاضے، (ادراہ تحقیقات اسلامی پریس اسلام آباد، 2010)، ص:12

Islahi, Maulana Amin Ahsan, Dawat Deen Ki Ahmiat Aur Taqazay (Idra-e-Teqeqat-e-Islami Press, Islamabad, 2010), P: 12

[5]۔خازن، علی بن محمد، ''لباب التاویل فی معانی التنزیل، ج:1، ص:199

Khazan, Ali bin Muhammad, Labab al-Taweel fi ma'ani al-Tanzil, Vol: 1, P: 199

[6]۔ابن قیم، محمد بن ابی بکر، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد"(موسۃ الرسالہ بیروت 1996)ج:1، ص:269

Ibn Qayyim, Muhammad bin Abi Bakr, Zad al-Mu'ad fi Hadi Khair al-Abad" (Musat al-Risalah Beirut 1996) Vol: 1, P: 269

الغرض کہ دور جدید کا تقاضا ہے کے دعوت تبلیغ کی کامیابی کے لیے بہترین اور مثالی مبلغین کی تیاری بہت ضروری ہے۔

4۔ابلاغ دعوت کے لیے عالمی زبانوں کا مؤثر استعمال

دعوت اس انداز میں دینا ضروری ہے کہ مدعوین اسے سمجھ لیں۔ان پر حق پوری طرح آشکار ہو جائے تاکہ ان میں قبول حق کی صلاحیت ہو تو وہ اس کو قبول کر لیں۔اس کا لازمی تقاضا ہے کہ مدعو کو اس کی زبان میں دعوت دی جائے۔اس کی ذمہ داری ہے کہ ہر قوم اور ہر علاقہ میں موثر انداز میں دعوت دین انجام دے۔نبی کریم ﷺ کی بعثت ہر قوم، ہر زمانے اور ہر علاقے کے لوگوں کے لیے ہوئی۔آپ ﷺ سے پہلے مختلف قوموں کی طرف الگ الگ رسول بھیجے گئے۔انہوں نے اپنی قوم کو اسی زبان میں دعوت دی۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۗ ۔[7]

"اور ہم نے ہر پیغمبر کو اس کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تاکہ انہیں سمجھا سکے۔"

امت کی یہ دعوتی ذمہ داری ہے کہ مختلف زبانوں میں دعوت دین سر انجام دے۔ابھی تک بہت سی معروف زبانوں میں کما حقہ دعوت نہیں دی گئی، مثلاً چینی، جرمن سمیت افریقی زبانوں میں دعوت پر کام نہیں کیا گیا۔منہج دعوت کا یہ تقاضا ہے کہ دنیا کے ہر علاقے میں اس کے باشندوں کی زبان میں دعوت دی جائے۔مولانا امین احسن اصلاحی بیان کرتے ہیں کہ سب سے پہلی چیز جو انبیاء اور داعین کی خصوصیات میں سے رہی ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے جس قوم کو دعوت دی اسی کی زبان میں دعوت دی تاکہ قوم کے ہر گروہ ہر طبقہ پر اس کی حجت پوری ہو سکے۔[8]

مختلف زبانوں میں دعوتی لٹریچر تیار کروایا جائے ۔دعوتی اداروں اور تنظیموں کی یہ بڑی ذمہ داری ہے کہ مختلف زبانوں میں فریضہ دعوت کا جامع اور موثر پروگرام تشکیل دیں جس میں داعیان دین کی مختلف زبانوں میں تیاری اور دعوتی لٹریچر کی تیاری شامل ہو۔قرآن مجید اور احادیث کے تراجم و تشریح بھی دنیا کی ہر زبان میں ہونی چاہیے۔۔

---

[7]۔سورۃ ابراھیم: 14:4

Al-Qur'an, 14:4

[8]۔اصلاحی، امین احمد، دعوت دین اور اس کا طریقہ کار (فارن فاؤنڈیشن لاہور، 2007)، ص: 97

Islahi, Amin Ahmad, Dawat Deen aur Eska Tareeqa Kar (Foreign Foundation Lahore, 2007), P: 97

تمام اسلامی ممالک کے اشتراک سے ایسا ادارہ قائم ہونا چاہیے جس میں معروف زبانوں میں دین کی تعلیم و ترویج ہو اس سے فروغ اسلام میں مدد ملے گی اور دنیا کے گوشے گوشے تک اسلام پہنچے گا۔

5۔مذہبی، مسلکی اور گروہی دعوت کے برعکس دین کی اساسیات کی دعوت

اسلام مذہبی رواداری کا داعی ہے۔اسلام کی دعوت پوری انسانیت کے لیے ہے لہذا دین کے معاملے میں جبر و کراہ کی نفی کی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ۔[9] "دین کے معاملے میں زبردستی نہیں ہے۔"

غیر مسلم اقوام کے ساتھ رواداری کے حوالے سے اسلام واضح رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اسلام اس دعوے کے ساتھ کھڑا ہے کہ دین میں کوئی جبر نہیں۔جس کا مطلب یہ ہے کہ دین قبول کرنے کے لیے کوئی جبر نہ کیا جائے۔آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ نے ہمیشہ رواداری برتی جس کی بدولت اسلام بڑی تیزی سے پھیلتا چلا گیا۔آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے اس منہج دعوت کی بدولت لاکھوں افراد اسلام لائے۔آج

کثیر تعداد میں داعیان اسلام فریضہ دعوت سر انجام دے رہے ہیں۔لیکن دعوت کے وہ نتائج حاصل نہیں ہو رہے جس کی وجہ یہ ہی ہے کہ آپ ﷺ اور صحابہ کرام کے منہج دعوت کو اختیار نہیں کیا گیا۔داعیان اسلام کو چاہیے کہ دوسرے مذاہب کے حاملین کے جذبات کا پاس و لحاظ رکھیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَقُوْلُوْنَ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ[10]

"ہم جانتے ہیں جو کچھ وہ کہتے ہیں،اور آپ ان پر کچھ زبردستی کرنے والے نہیں۔"

آپ ﷺ نہایت انہماک اور دلسوزی سے دعوت دیتے رہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قُلْ يَآ اَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا۔[11]

---

[9] ۔سورۃ البقرہ،2 : 256

Al-Qur’an, 2 : 256

[10] ۔سورۃ ق،50: 45

Al-Qur’an, 50:45

[11] ۔سورۃ آل عمران،3: 64

Al-Qur’an, 3:64

"کہہ اے اہلِ کتاب! ایک بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ سوائے اللہ کے اور کسی کی بندگی نہ کریں اوراس کا کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔"

داعی جب اس منہج کو اپنائے گا تو مدعو پوری توجہ سے اس کی دعوت پر غور کرے گا۔ لیکن داعی اگر مخاطب کے عقائد کی تنقیص کرے گا تو مخاطب دعوت قبول کرنے کی بجائے مخالفت پر اتر آئے گا اور ردعمل کے طور پر اللہ تعالیٰ کے بارے میں بھی نازیبا کلمات کہے گا۔ لہذا داعی کو اس سے گریز کرنا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔[12]

"اور جن کی یہ اللہ کے سوا پرستش کرتے ہیں انہیں برانہ کہو ورنہ وہ بے سمجھی میں زیادتی کر کے اللہ کو برا کہیں گے"

بین المذاہب ہم آہنگی کی افادیت بیان کرتے ہوئے مفتی محمد ادریس لکھتے ہیں کہ

دعوت کے آغاز کے لیے متفقہ عقائد اور مسلمات کو بنیاد بنادیا جائے، تاکہ مخاطب کی توجہ حاصل کرنے کے بعد دعوت کو آگے بڑھایا جاسکے۔[13]

عصر حاضر میں اہل مغرب کا رویہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں انتہائی متعصبانہ ہے اور ہر جہت سے وہ اسلام اور مسلمانوں پر حملہ آور ہیں۔ ان حالات میں داعیان اسلام پر یہ ذمہ داری بڑھ جاتی ہے کہ بین المذاہب ہم آہنگی کے منہج دعوت کو اختیار کیا جائے۔ اس سے دشمنان اسلام کی طرف سے اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا کا توڑ بھی ہو گا اور دعوت اسلام بھی موثر ثابت ہو گی۔ داعی جب مدعو کے مذہب کی تنقیص سے اجتناب کرے گا تو تو اس سے مدعو کے دل میں اسلام کا احترام بڑھ سکتا ہے۔ ڈاکٹر حبیب اللہ چشتی لکھتے ہیں

آپ ﷺ نے اپنی تعلیمات میں دوسروں کے مذہب کا احترام بھی اپنے مذہب کے حوالے سے سکھایا ہے۔[14]

---

[12]۔ سورۃ الانعام 6: 108

Al-Qur’an, 6:108

[13]۔ محمد ادریس، مفتی، دروس سیرت، (الحجاز کراچی،، 2017)، ص:91

Muhammad Idris, Mufti, Daros-e- Sirat, (Al-Hijaz Karachi, 2017), P: 91

[14]۔ چشتی، حبیب اللہ، سیرت النبی کا عملی پہلو، (ضیاء القرآن پبلیکیشنز، لاہو،)2018، ص:98

Chishti, Habibullah, Sirat-ul-Nabi ka Amali Pehlo, (Zia-ul-Quran Publisher, Lahore, 2018), P: 98

دوسروں کے مذہب کا احترام کسی رسم کا نام نہیں بلکہ آپ ﷺ کا منہج دعوت ہے۔ آپ ﷺ نے ہمیشہ دوسروں کے مذہب کا احترام سکھایا ہے، اس لیے اگر داعی دوسروں کے مذہب کا احترام کرے گا تو اس سے وہ بھی اسلام کا احترام کریں گے۔ اگر داعی دوسروں کے مذہب کی تنقیص کرے گا تو اس سے دراصل اسلام کی توہین کا راستہ کھلے گا۔ لہذا داعی کو اسلام کی حقانیت و سچائی ثابت کرنے کے لیے مثبت دلائل دینے چاہیں۔ اس سے غیر مسلموں پر اسلام کے بارے میں اچھا اثر پڑے گا اور اسلام کے متعلق تعصب میں کمی آئے گی، داعی سے ان کی قربت بڑھے گی اور قبول اسلام میں حائل رکاوٹیں دور ہوں گی۔

6۔ حقوق انسانی کی اسلامی تعلیمات کا ابلاغ

اسلام دین الٰہی ہے اور واحد مذہب ہے جو اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات میں سے انسانی حقوق کا تصور ہے۔ آج مغرب انسانی حقوق کا علمبردار بننے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اسلام نے چودہ سو سال سے زائد عرصہ پہلے عالم انسانیت کو وہ حقوق ادا کیے جس کا شعور آج مغرب کو حاصل ہو رہا ہے۔ اس کے باوجود اگر مغرب کے تصور حقوق اور اسلام کے تصور حقوق کا تقابل کیا جائے تو کہا جا سکتا ہے "چہ نسبت خاک را بعالم پاک" ڈاکٹر محمد طاہر القادری اسلام کے تصور حقوق کے امتیازی پہلو کو بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

اسلام اور مغربی فکر میں انسانی حقوق میں اختلاف ہے۔ اسلام میں انسانی حقوق اور شہری آزادیوں کو جو اللہ اور اس کے رسول کی عطا کردہ ہیں واضح طور پر متعین کیا گیا ہے اور یہ مقدس اور ناقابل تنسیخ ہیں۔ ان حقوق کو نہ تو واپس لیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان میں کوئی تبدیلی، ترمیم یا تخفیف کی جا سکتی ہے اور نہ ہی انہیں معطل کیا جا سکتا ہے۔ کوئی بادشاہ، سربراہ ریاست، حاکم اعلیٰ یا مقننہ ان حقوق کو پامال کرنے کی مجاز نہیں۔ البتہ اسلامی ریاست کے قانون ساز اداروں کو یہ اختیارات حاصل ہیں کہ وہ تبدیل شدہ اقتصادی، معاشرتی حالات کے پیش نظر تفویض شدہ حقوق میں مزید اضافہ کر سکیں۔ بشرطیکہ وہ اضافہ شدہ حقوق قرآن وسنت کے منافی نہ ہوں۔

دوسری طرف مغرب یں بڑی کشمکش اور جدوجہد کے بعد لوگ اپنے حکمرانوں سے حاصل کر سکتے ہیں۔ وہاں صاحبان اقتدار نے حال میں ہی ان حقوق اور آزادیوں کی رعایت دی ہے۔ جو کسی نہ کسی عذر کی بناء پر واپس لے لی جاتی ہیں۔ ان حقوق کو اکثر پامال، تبدیل اور معطل کر لیا جاتا ہے۔ ان جدید جمہوری ملکوں میں حقوق کا دائرہ محدود ہوتا ہے عالم گیر نہیں ہوتا یعنی مغرب میں کئی حقوق صرف ان کے شہریوں تک محدود ہوتے ہیں۔ غیر ملکیوں کا ذکر ہی کیا

ان کی اقلیتوں کو بھی ان حقوق کا قانونی تحفظ میسر نہیں۔اقوام متحدہ نے جو حقوق طے کیے ہیں ان پر عمل درآمد کے لیے کوئی قانونی بنیاد نہیں۔[15]

آج مغرب انسانی حقوق کا داعی ہے اور اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا کرتا ہے کہ اسلام میں انسانیت حقوق سے محروم ہے حالانکہ اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانیت کے تحفظ و بقا کا ضامن ہے۔آج اگر داعیان اسلام، اسلام کا تصور حقوق قرآن و سنت، سیرت طیبہ اور ادوار خلافت راشدہ کی روشنی میں کماحقہ بیان کریں تو دیگر مذاہب کے لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہوں گے۔داعیان اسلام کو اس منہج دعوت میں اسلام میں بنیادی حقوق کا تصور، اسلامی اور مغربی تصور حقوق کا موازنہ، انسانی حقوق کا تقابلی پہلو، بنیادی انسانی حقوق، انفرادی حقوق، اجتماعی حقوق، خواتین کے حقوق، مختلف طبقات معاشرہ کے حقوق، بچوں کے حقوق اور غیر مسلموں کے حقوق کا احاطہ کرنا چاہیے۔

اس منہج دعوت کے ذریعے کار دعوت کو موثر بنایا جا سکتا ہے۔اس سے سسکتی ہوئی انسانیت اسلام کی طرف راغب ہو گی۔کمزور طبقات انسانی اسلام قبول کرنے پر آمادہ ہوں گے اور مغرب میں اسلام کے خلاف منفی پروپیگنڈا کا بالخصوص اور پوری دنیا میں بالعموم ازالہ ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ مسلم معاشروں میں حقوق کی ادائیگی سے استحکام و امن آئے گا۔

7۔اسلام کی آفاقی تعلیمات کو اجاگر کرنا

اسلام امتیازی خصوصیات کا حامل دین ہے۔اسلام ہی ہر حیثیت سے کامل دین ہے جو زندگی کے جملہ شعبوں سے متعلق رہنمائی فراہم کرتا ہے۔اسلام ہی وہ دین ہے جو اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے۔آج تمام الہامی مذاہب میں تحریف ہو چکی ہے لیکن اسلام اسی طرح محفوظ ہے جس شکل میں آپ ﷺ نے اسے پیش فرمایا۔

مولانا وحید الدین لکھتے ہیں

اسلام اپنی ابتدائی ربانی شکل میں آج بھی کامل طور پر محفوظ ہے جب کہ دوسرے مذاہب کا حال یہ ہے کہ بعد کے زمانوں میں ان کے اندر انسانی آمیزش ہوتی چلی گئی۔یہاں تک کہ انہوں نے اپنی آفاقیت کھو دی اور عقلیت بھی۔[16]

---

[15]۔ محمد طاہر القادری، ڈاکٹر، الحقوق الانسانی فی الاسلام، (منہاج القرآن پبلیکیشنز، 2004)، ص: 45،44

Muhammad Tahir Al-Qadri, Dr.,Alhaqooq-Ul-Insani Fil Islam (Minhaj Al-Quran Publisher, 2004), P: 44, 45

آنحضرت ﷺ کی نبوت عالمگیر ہے، آپ ﷺ کی بعثت تمام زمانوں کے لیے ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَمَآ اَرْسَلْنَاكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا۔[17]

اور ہم نے آپ کو جو بھیجا ہے تو صرف سب لوگوں کو خوشی اور ڈر سنانے کے لیے

آپ ﷺ پر وحی اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پروفیسر خورشید احمد لکھتے ہیں۔

خدا کے آخری رسول حضرت محمد ﷺ نے جو دعوت پیش کی وہ مکمل اور ایسی جامع تھی جس کے بعد کسی اور تعلیم کی ضرورت باقی نہ رہی، اور یہ ہدایت ہمیشہ کے لیے ہے، ہر زمانے اور ہر قوم کے لیے کافی ہے۔[18]

اسلام دین رحمت ہے اس کی تعلیمات آج بھی قرآن و سنت کی شکل میں محفوظ ہیں۔ اسلام مکمل ضابطہ حیات ہے، اسلام سیاسی، معاشی، معاشرتی اور اخلاقی نظام ہونے میں بے مثل ہے۔ اسلام دین امن اور دین مساوات ہے۔ اسلام دور جدید کے مسائل کا حل پیش کرتا ہے، اسلام کی انہی خصوصیات کو واضح کرنا عصر حاضر کا تقاضا ہے۔ داعی دین کو اسلام کی امتیازی خصوصیات سے دیگر مذاہب اسلام کی برتری ثابت کرنی چاہیے اس سے دعوت موثر ثابت ہو گی اور اسلام کی ترویج واشاعت میں وسعت آئے گی۔

8۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر دعوتی حکمت عملی کے لیے ریفریشر کورسز کا انعقاد

دعوت دین کے جدید تقاضوں میں ریفریشر کورسز کا انعقاد بھی شامل ہے۔ جس طرح مختلف ممالک میں اساتذہ و دیگر اداروں میں کام کرنے والوں کو ریفریشر کورسز کرائے جاتے ہیں اسی طرح عصر حاضر کا تقاضا ہے کہ دعوت دین کا فریضہ انجام دینے والوں کے لیے مختلف قسم کے ریفریشر کورسز کرائے جائیں۔ جن میں دعوت دین کا کام کیسے

---

[16]۔ وحید الدین خان، مولانا، اسلام دین کامل کیوں؟ (دعا پبلی کیشنز، لاہور، 2020)، ص:322

Waheed-ud-din Khan, Maulana, Islamul Deen-e- kami Kyun? (Dua Publications, Lahore, 2020), P: 322

[17]۔ سورۃ سبا، 34 : 28

Al-Qur'an, 34:28

[18]۔ خورشید احمد، پروفیسر، اسلامی نظام حیات، (شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، کراچی یونیورسٹی، 2020)، ص:227

Khurshid Ahmad, Profesor, Islamic Nizam Hayat (Shoba-e-Tasneef Wa Taleef Wa Tarjama, , Karachi Universty, 2020), P: 227

کیا جائے، کہاں کیا جائے، کن اوقات میں کیا جائے، مختلف مذاہب کے افراد کو کس طرح اور کس انداز میں دعوت دی جائے کی باقاعدہ تربیت دینی چاہیے اوران کورسز میں ائمہ، خطباء یا شعبہ حفظ وقرآن کے اساتذہ اور دینی علوم کے اساتذہ، مفسرین، محدثین اور فقہاء کے لیے الگ الگ ریفریشر کورسز ہونے چاہیں۔ ملت اسلامیہ کے مختلف ذمہ داران کے لیے الگ ریفرشر کورسز کا انعقاد ہونا چاہیے جن میں والدین اور مختلف اداروں کے سربراہان شامل ہوں۔ ان ریفریشر کورسز میں تربیت دی جائے کہ آج اپنی اولاد اور ماتحت افراد کو دین کے احکام پر عمل کے لیے کیسے آمادہ کیا جائے اور عصر حاضر میں تیزی سے پھیلنے والی لادینیت کی یلغار سے انہیں کیسے بچایا جائے۔ مغربی ممالک، یورپ، روس، چین سمیت دیگر غیر اسلامی ممالک میں دعوت دین کی حکمت عملی جیسے موضوعات ان کورسسز میں شامل ہوں۔

آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: كلكم راع وكلكم مسئول عن رعيته۔ [19]

"تم میں سے ہر ایک حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں سوال ہوگا۔"

ان کورسز کے ذریعے زندگی کے مختلف شعبوں میں ذمہ داران کو اپنی دعوتی ذمہ داری کو عصر حاضر کے تقاضوں کے مطابق انجام دینے کے طریقوں کا بخوبی علم ہو سکے۔ اور دین کی تعلیم وتدریس اور دعوت کے شعبے میں کام کرنے والوں کو دعوت کے جدید اور موثر مناہج سے آگاہی حاصل ہو گی۔ ایسے کورسز کے ذریعے اصلاح معاشرہ میں مدد ملے گی، اسلامی معاشروں میں استحکام آئے گا اور غیر مسلم قوتوں کے ذریعے اسلام کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا قلع قمع ہوگا، نئی نسلوں کو اسلام کے پیغام سے آگاہ کرنے میں سہولت حاصل ہو گی۔ مساجد ومدارس، دفاتر، گھروں اور مختلف عوامی مقامات پر مختصر اوقات کے لیے دعوتی سیمیناز کا انعقاد عصر حاضر کا ایک تقاضا ہے۔ ایسے سیمینارز مختلف علاقوں میں مختلف شہروں اور قصبات میں انعقاد پزیر ہونے چاہیں جن میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اور قرب وجوار میں رہنے والے مختلف مذاہب کے افراد کو مدعو کرنا چاہیے۔ ایسے سیمینارز کے ذریعے اسلامی عقائد کی صحت اور ضرورت واہمیت کے ساتھ مختلف شعبوں سے متعلق احکام اور عبادات کے احکام وفلسفہ کو اجاگر کرنا چاہیے۔ ایسے سیمینارز میں مختلف اسلامی مکاتب فکر کے علماء کے ذریعے دعوت دلوانی چاہیے، جب مختلف مکاتب فکر کے علماء ایک اسٹیج پر دعوت وتبلیغ کا کام کریں گے تو اس سے دعوت دین زیادہ موثر ہو گی، غیر مسلموں تک اسلام کا پیغام

[19] البخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح ، كِتَاب النِّكَاحِ، بَابُ الْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ فِي بَيْتِ زَوْجِهَا:، رقم الحديث: 5200

Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Ismail, Al-Jami'i al-Sahih, Kitab al-Niqaah, Bab, Almara,atul raia fi bite Zojiha": Hadith No: 5200.

بہتر صورت مین پہنچے گا اور ملت اسلامیہ کے افراد میں باہم قربت اور محبت پیدا ہو گی۔ایسے سیمینارز کے ذریعے علاقائی سطح پر لوگوں کو فہم دین میں سہولت حاصل ہو گی۔ایسے سیمیناز میں تحریری اور تقریری انداز میں دعوت دین دینی چاہیے جس سے پڑھے لکھے افراد بھی فیضاب ہوں گے انہیں تحریری صورت میں بھی دین کا پیغام پہنچے گا اور تقریری انداز سے کم پڑھے لکھے اوران پڑھ لوگوں کو فائدہ ہو گا۔ایسے سیمینارز کے ذریعے ایسے لوگوں تک دعوت دین پہنچے گی عموماً جن افراد تک داعیان نہیں پہنچ پاتے۔

9۔خاندانی سطح پر اصلاح و تربیت کی حکمت عملی

دور جدید میں جس طرح تیزی کے ساتھ کفر و گمراہی نے مسلمانوں نے گھروں کا رخ کر لیا ہے اس کا تقاضا ہے کہ گھروں اور گلی محلوں کی سطح پر دعوت دین کا کام کیا جائے۔لہذا دور جدید کا تقاضا ہے کہ مختلف علاقوں اور ممالک میں مسلمانوں کے گھروں میں بھی دعوت و تبلیغ کا کام ہونا چاہیے۔اس کے لیے مختصر اور طویل دورانیہ بھی طے کیا جاسکتا ہے۔اگر روازانہ کی بنیاد پر یہ دعوت ہو تو اس کے لیے مختصر وقت بھی رکھا جاسکتا ہے اور اگر ہفتہ وار یاماہوار دعوت ہو تو اس کے لیے وقت کا دورانیہ طویل ہونا چاہیے تاکہ دعوت کے مثبت اور موثر نتائج حاصل کیے جاسکیں ایسی دعوت میں بچوں اور خواتین کے لیے گھر کے ماحول میں سہولت رہتی ہے۔گھروں میں دعوت کے ذریعے باقاعدہ قرآن وسنت کی تعلیم وتدریس بھی کی جاسکتی ہے۔اس طرح گھروں میں گنجائش کے مطابق بچوں اور خواتین کو مدعو کر کے دعوتی پروگرامز ہونے چاہیں۔قرب وجوار میں رہنے والے غیر مسلموں کو دوستی کے انداز میں گھروں میں مدعو کر کے حکمت و موعظہ حسنہ کے انداز میں دعوت دینا بھی دور جدید کا ایک تقاضا ہے۔گھروں میں دعوت دین کے لیے دروس قرآن، دروس حدیث، دروس سیرت رسول ﷺ اور دروس فقہ کا انتخاب ہونا چاہیے جن میں پڑوسیوں اور دوست احباب کو باقاعدہ مدعو کرنا چاہیے۔

کم از کم مسلمان ہونے کا یہ تقاضا ہے کہ گھروں میں افراد خانہ کا ماحول اسلامی ہونا چاہیے اور والدین کو اپنی اولاد کی تربیت اسلامی خطوط پر کرنی چاہیے اور اپنے بچوں کو اسلامی عقائد واعمال کی تعلیم و تربیت دینی چاہیے اس سے نئی نسلوں کی دین سے وابستگی پختہ ہو گی اور اولادیں لادینیت کے سیلاب سے محفوظ ہوں گیں اور رشتوں کا تقدس بڑھے گا اور عائلی نظام مستحکم ہو گا اور غیر مسلموں کی طرف سے اسلام کے عائلی نظام کو ختم یا کمزور کرنے کی ناپاک جسارتیں خاک میں مل جائیں گی۔

10۔دعوت کے لئے اسفار

امت مسلمہ پوری دنیا اور تمام عالم انسانیت تک دعوت اسلام پہنچانے کی ذمہ دار ہے۔آپ ﷺ نے دعوت کے جو مختلف مناہج اختیار فرمائے ان میں سے ایک منہج دعوتی و تبلیغی سفر بھی ہے۔آپ ﷺ نے مکی دور بعثت میں طائف کا تبلیغی سفر بھی کیا۔ابن سعد بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ دعوت و تبلیغ کے لیے کے لیے تشریف لے گئے۔آپ ﷺ کے ساتھ زید بن حارثہ بھی تھے۔آپ ﷺ نے وہاں دعوت کے لیے دس دن قیام فرمایا۔وہاں کے باشندوں کو دعوت اسلام دی وہاں کے سرداروں نے نوجوان احمقوں کو آپ ﷺ پر حملے کے لیے اکسایا۔جس پر انہوں نے آپ ﷺ پر پتھروں سے حملہ کیا۔آپ ﷺ کے قدمین شریف سے خون بہنے لگا اور آپ ﷺ کے سر مبارک پر بھی زخم آئے۔[20] آنحضرت ﷺ نے مکہ سے 120 کلو میٹر کا سفر طائف تک پیدل کیا۔

پیر کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں۔

مکہ سے 120 کلو میٹر کے فاصلے پر طائف نامی ایک شہر تھا۔جہاں قبیلہ بنو ثقیف آباد تھا،آپ ﷺ مکہ سے پیدل چل کر طائف تشریف لے گئے۔[21]

آج جدید ذرائع آمد و رفت نے انسانی سفر آسان کر دیا ہے۔لہذا دور جدید کے دعوتی مناہج میں دعوتی اور تبلیغی سفر بھی ہے۔داعیان دین کو چاہیے کہ مختلف ممالک میں دعوت دین کے لیے سفر کریں۔علماء اسلام اور مسلم مفکرین کو مغربی اور یورپی ممالک سمیت جاپان،افریقہ،چین اور روس سمیت دنیا کے دیگر غیر اسلامی ممالک میں دعوت تبلیغ کے لئے منہج اختیار کریں،اسلامی ممالک کی حکومتوں اور دعوتی تنظیمات اور صاحب ثروت مسلمانوں پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ دعوت دین کے لیے رجال دین کی آمد و رفت کے انتظامات کریں اور ثقہ علماء و مفکرین اسلام کے ذریعے دعوت اسلام کے لیے خدمات انجام دیں۔آنحضرت ﷺ نے انصار کے مطالبے پر ہجرت سے قبل حضرت معصب بن عمیر کو مدینہ منورہ تبلیغ دین اور تعلیم اسلام کے لیے بھیجا۔مولانا فضل محمد یوسف زئی لکھتے ہیں۔

---

[20] ۔محمد بن سعد،ابوعبداللہ،طبقات الکبریٰ،مترجم،)نفیس اکیڈمی کراچی، 1987(،حصہ اول،ص:280

Muhammad bin Saad, Abu Abdullah, Tabaqat al-Kubra, Mutarajam (Nafis Academy Karachi, 1987), Part I, P: 280

[21] ۔الازہری،پیر محمد کرم شاہ،ضیاء النبی ﷺ،(ضیاء القرآن پبلیکیشنز لاہور،1413ھ) ،ج:2،ص:440

Al-Azhari, Pir Muhammad Karam Shah, Zia-ul-Nabi (Zia-ul-Qur'an Publications, Lahore, 1413 AH), Volium: 2 P: 440

صحابہ کرام نے شام، فارس اور مصر فتح کیے تو مدینہ منورہ سے سفر کر کے وہاں مدارس و مساجد قائم کیں اور تبلیغ دین کی۔[22]

اس وقت افریقہ روس، چین اور جاپان سمیت دنیا کے اہم ممالک میں ابھی تک دعوت و تبلیغ کا کام بہت کم ہوا ہے۔ عصر حاضر میں زمینی اور فضائی ذرائع سفر کی سہولتوں کے باوجود اس عظیم مقصد اور ذمہ داری کے لئے سفر نہ کرنا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام کے منہج دعوت کو فراموش کر دینا ہے۔ ہمارے اسلاف نے مشکل ادوار میں بھی دعوتی سفر کر کے اطراف و اکناف تک پیغام پہنچایا ہے۔ لہذا دور جدید کا دعوتی تقاضا ہے کہ دعوت کے لیے اسفار کیے جائیں۔

11۔ قومی اور بین الاقوامی سطح پر دعوتی کانفرنسز کا انعقاد

دور جدید کے مناہج دعوت میں کانفرنسز کا انعقاد اہم منہج دعوت ہے۔ بین الاقوامی، ملکی، صوبائی، ضلعی اور تحصیل سطح پر مساجد و مدارس، کمیونٹی سنٹرز اور بڑے بڑے ہوٹلوں میں سالانہ اور ماہانہ بنیادوں پر دعوتی کانفرنسز کا انعقاد دور جدید کا تقاضا ہے۔ ایسی کانفرنسز میں جید علماء دین اور مسلم مفکرین کو بطور داعی بلایا جائے۔ یہ کانفرنسز مختلف دعوتی تنظیمات کے اشتراک اور مسلم حکومتوں کے تعاون سے منعقد ہونی چاہیں۔ ملت اسلامیہ کے حکمران اس کے مکلف ہیں کہ وہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی ذمہ داری نبھائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَاَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ۔[23]

"وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں دنیا میں حکومت دے دیں تو نماز کی پابندی کریں اور زکوۃ دیں اور نیک کام کا حکم کریں اور برے کاموں سے روکیں"

دعوتی کانفرنسز میں ایسے موضوعات زیر بحث لانے چاہیں جن میں مذہب کی ضرورت واہمیت، خواتین کے حقوق، اسلام کی آفاقی تعلیمات، اسلام دور حاضر کی ضرورت ہے، دیگر مذاہب سے اسلام کا تقابلی مطالعہ، اسلام اور کمزور طبقات انسانی، تکریم انسانیت، سیرت رسول رحمت، آپ ﷺ بحیثیت رحمۃ للعلمین، اسلامی عقائد کی صحت و اہمیت، اسلامی احکام کا فلسفہ وغیرہ۔ دعوتی کانفرنسز میں غیر مسلموں کی اکابر شخصیات کو بطور مہمان خصوصی مدعو کرنا

[22]۔ فضل محمد یوسف زئی، علمی خطبات، (دار الناشر لاہور، 2012)، ص:426

Fazal Muhammad Yusufzai, Ilmi Khutbat, (Dar-ul-Nasher Lahore, 2012), P: 426

[23]۔ سورۃ الحج: 22: 41

Al-Qur’an, 22:41

چاہیے اور دیگر غیر مسلموں کو بھی شرکت کی دعوت دینی چاہیے اور شرکاء کو دعوتی لٹریچر کے ساتھ دیگر تحائف سے بھی نوازنا چاہیے اور ان کے ساتھ احترام و تواضع کا سلوک ہونا چاہیے۔

ایسی کانفرنسز کے اثر سے غیر مسلموں اور ان کے لیڈرز کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف تعصبات کا خاتمہ ہو گا اور جو غیر مسلم طلب حق کی نیت سے شامل ہوں گے انہیں توفیق ہدایت نصیب ہو گی اور مسلم شرکاء کو اسلامی عقائد میں پختگی اور اسلامی احکام پر عمل کی رغبت حاصل ہو گی۔

12۔رفاہی و فلاحی خدمات کے ذریعے پیغام دعوت

دور جدید کے مناہج دعوت میں رفاہی اداروں میں دعوت دین دینا اہم منہج دعوت ہے۔ اسلام کی دعوت ہر زمان و مکان اور تمام انسانیت کی ضرورت ہے ، لہذا رفاہی اداروں میں دعوت دین دینا دور جدید کا منہج ہے۔ عیسائی ہسپتالوں میں اپنے مذہب کی دعوت دیتے ہیں اور دعوتی لٹریچر تقسیم کرتے ہیں۔ حالانکہ اسلام ہر زمانے کا اور تمام انسانیت کا دین ہے۔ لہذا صرف اسلام ہی وہ مذہب ہے جس کی آج عالم انسانیت کی دعوت دینا لازم ہے۔ لہذا دور جدید کا ایک منہج دعوت یہ بھی ہے کہ رفاہی اداروں میں دعوت دین دی جائے۔ لہذا ہسپتالوں اور یتیم خانوں میں بھی دعوت دین دینی چاہیے۔ ایسے مقامات پر دعوت زیاہ موثر ہو گی۔ ایک مریض اور کمزور شخص کو علاج اور کفالت کے ساتھ دعوت حق دی جائے گی تو مدعو پر اس کا اثر زیادہ ہو گا۔ آپ ﷺ غیر مسلموں کی عیادت بھی فرمایا کرتے تھے جس سے کئی سعادت مندوں کو ہدایت نصیب ہوئی۔ رفاعی ادروں میں تحریری، تقریری اور تدریسی انداز میں دعوت دینی چاہیے، مثلاً ہسپتالوں میں مریضوں کو دعوتی لٹریچر کے ذریعے اور یتیم خانوں میں باقاعدہ تدریس اور تعلیم کی صورت میں دعوت دینی چاہیے۔ محمد الغزالی لکھتے ہیں۔

دور جدید میں اشتراکی سوسائٹی کی بہت سی مروجات ہیں جن کی بنیاد پر نئی نسلوں کی تربیت ہوتی ہے۔[24]

دور جدید میں نئی نسلوں کو دین سے برگشتہ کیا جارہا ہے۔ لہذا یتیم بچوں کو دینی تعلیم و تربیت کی اہمیت بڑھ چکی ہے۔ ان کی کفالت کے ساتھ اسلامی خطوط پر تربیت بھی امت مسلمہ کی ذمہ داری ہے۔

13۔اظہار دین کی حکمت عملی

آپ ﷺ نے اپنی انقلابی دعوت سے دین اسلام کو نافذ فرما کر تمام ادیان کے مقابلے میں غالب فرمایا۔

24۔ محمد الغزالی، الدعوۃ الاسلامیۃ تستقبل قرنھا الخامس عشر
Muhammad al-Ghazali, Al-Dawa-ul-Islamiyyah Tasqib al-Quranha al Ashar

ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

هُوَ الَّذِىَ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ۔[25]

"وہی تو ہے جس نے اپنا رسول ہدایت اور سچا دین دے کر بھیجا تاکہ اس کو سب دینوں پر غالب کرے، اگرچہ مشرک نا پسند کریں۔"

آپ ﷺ نے اپنے منہج دعوت سے اس دین کو قانون الٰہی کی شکل میں مدینہ منورہ کی اسلامی ریاست میں نافذ فرمایا۔ سید قطب شہید لکھتے ہیں۔

محمد ﷺ نے دعوت اسلامی کی ابتداء کی، جب کہ بہت کم لوگ اس کی طرف دھیان دینے والے تھے۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی دعوت مکمل کی تو آپ ﷺ کی حیثیت ایک شارع، ناظم و منتظم اور حاکم کی تھی۔ آپ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو قیصر کا ہے وہ قیصر کو دو اور جو اللہ کا ہے وہ اللہ کو دو،، کیونکہ اسلام کے نزدیک ہر چیز اللہ کی ہے۔ وہ کسی قیصر کو نہیں جانتا۔ الا یہ کہ وہ اللہ کی شریعت کو نافذ کرنے والا اور زندگی کو قانون الٰہی کے مطابق منظم کرنے والا ہو۔[26]

لوگوں کو اسلام کی طرف بلانے یعنی دعوت دینے کا منہج اس دین کے نفاذ اور غالب کرنے کی جدوجہد کا نام ہے، دور جدید میں عالم کفر کی طرف سے بڑی کوشش ہو رہی ہے کہ اس دین کو سلطنت میں نافذ نہ ہونے دیا جائے۔

سید قطب شہید لکھتے ہیں

یہ جنگ اسلام کے خلاف آج تک ختم نہیں ہوئی۔ آج تک علماء یہودیت، علماء عیسائیت اور صہونیت اسلام کے خلاف رات دن سازشوں میں مصروف ہے۔ وہ ہر طرف اسلام پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور لوگوں کو بھی اسلام کے خلاف جنگ پر آمدہ کر رہے ہیں۔ مشرق میں جا کر انہوں نے صلیبی جنگیں لڑیں اور مغرب میں اندلس میں انہوں نے اسلام کا نام و نشان مٹا دیا اور شرق اوسط میں انہوں نے اسلامی خلافت کے خلاف ہمیشہ جنگ کی یہاں تک کہ ترکی کی

---

[25] ۔سورۃ الصف، 61 : 10

Al-Qur'an, 61 : 10

[26] ۔سید قطب شہید، کیف ندعوالناس الی الاسلام، (داراحیاء اتراث العربی، بیروت، 1415ھ)، ص:50

Sayyid Qutb Shaheed, Kaif Nadaw al-Nas al-Islam, (Dar Ihya Atarath al-Arabi, Beirut, 1415 AH), P:50

خلافت کو انہوں نے تباہ کیا۔ آج بھی یہ آیات ان لوگوں کے لیے ایک حوصلہ پیدا کر رہی ہیں جو غلبہ دین کا کام کر رہے ہین اور آئندہ بھی غلبہ دین کے لیے اٹھنے والی تحریکات کے لیے یہ آیات مشعل راہ ہوں گی۔[27]

آج دنیا میں ایک اسلامی ریاست بھی ایسی نہیں ہے جس مین دین اسلام نافذ ہو۔ یہ یہود و نصاریٰ کی مشترکہ سازش ہے کہ دین اسلام کے غلبہ و نفاذ کی ہونے والی ہر کوشش کو کچل دیا جائے۔ جب کہ ارشاد باری تعالیٰ کے مطابق اللہ تعالیٰ اس دین کو غلبہ عطا فرمائیں گے بشرطیکہ اس کے نفاذ اور غلبہ کی جدوجہد منہج نبوی ﷺ کے مطابق کی جائے۔

مولانا مودودی غلبہ دین کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

ہماری دعوت کے متعلق جو بات کہی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ ہم حکومت الٰہیہ کے قیام کی دعوت دیتے ہیں، ہم چاہتے ہیں کہ پوری انسانی زندگی، انفرادی واجتماعی، میں وہ ہمہ گیر انقلاب رونما ہو جو اسلام رونما کرنا چاہتا ہے۔ جس کے لیے اللہ نے اپنے انبیاء کو مبعوث کیا تھا اور جس کی دعوت دینے اور جدوجہد کرنے کے لیے ہمیشہ انبیاء کرام کی امامت اور رہنمائی میں امت مسلمہ کے نام سے الگ گروہ بنتا رہا ہے۔[28]

لہذا امت مسلمہ کی یہ دعوتی ذمہ داری ہے کہ اسلامی نظام کے نفاذ کی صورت میں اسے غلاب کیا جائے۔

سید مودودی لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک قرآن اور اس سے پہلے کی تمام آسمانی کتابیں اور محمد ﷺ اور آپ ﷺ سے پہلے کے تمام پیغمبر جو دنیا کے مختلف گوشوں میں آئے، ان کی بالاتفاق دعوت جس بندگی رب کی طرف تھی، وہ یہ تھی کہ انسان خدا کو پورے معنٰی میں الٰہ اور رب، معبود اور حاکم، آقا اور مالک، رہنما اور قانون ساز، محاسب اور جزا دینے والا تسلیم

27۔ سید قطب شہید، فی ظلال القرآن، (دار احیاء اتراث العربی، بیروت، 1386ھ)، ج:6، ص:260

Seyyed Qutb Shaheed, Fi Zalal Al-Qur’an,(Dar Ihya Atarath Al-Arabi, Beirut, 1386 AH), Volumul: 6, P: 260

28۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات، (اسلامک پبلیکشنز لاہور، 2005)، ص:9

Maududi, Syed Abul Ala, Dawat-e-Islami Aur Oskay Mutalbat, (Islamic Publications Lahore, 2005), P: 9

کرے، اور اپنی پوری زندگی کو خواہ وہ شخصی ہو یا اجتماعی، اخلاقی ہو یا مذہبی، تمدنی و سیاسی اور معاشی ہو یا علمی اور نظری، اسی ایک خدا کی بندگی میں سپرد کردے۔[29]

دور جدید میں عالم مغرب کی طرف سے یہ منظم اور سر توڑ کوشش ہو رہی ہے کہ امت مسلمہ نفاذ اسلام کے نام تک کو فراموش کردے اور بڑی تیزی سے مغربی تہذیب کو پھیلانے کی کوششیں جاری ہیں، ان حالات میں منہج دعوت کا تقاضا ہے کہ ملت اسلامیہ کو نظام اسلام کی نفاذ کے لیے بیدار کیا جائے، اسلامی نظام کے خدوخال واضح کیے جائیں اور اس نفاذ[30] کے طریقہ کار واضح کیا جائے۔ لہذا منہج دعوت کا تقاضا ہے کہ اسلامی نظام کو تفصیل سے سمجھایا جائے، افراد کی تربیت کی جائے اور اسلامی حکومت کے قیام کی جدوجہد کی جائے۔ مولانا گوہر رحمٰن لکھتے ہیں

نبی کا فریضہ اور مقصد بعثت اقامت دین اور اعلاء کلمۃ الحق تھا۔ یہی وہ فریضہ اور کار نبوت ہے جو امت مسلمہ اور بالخصوص علماء دین کے سپرد کیا گیا ہے۔[31] آپ ﷺ نے ریاست مدینہ میں دین اسلام کو نافذ کیا اور آپ ﷺ کے خلفاء نے اسی منہج کو اپنایا۔ اقامۃ دین اور نفاذ دین کا فریضہ امت کو سونپا گیا ہے۔ ڈاکٹر اسرار احمد لکھتے ہیں۔

نہ صرف انفرادی بلکہ اجتماعی طور پر اپنے معاشرے کی اعلیٰ ترین (ریاستی اور حکومتی) سطح پر اس کی تنفیذ و تعمیل کو یقینی بناؤ۔[32] نفاذ دین کا طریقہ کار نبوی منہج دعوت سے لینا ہوگا۔ یعنی آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کی جن

---

[29]۔ مودودی، سید ابوالاعلیٰ، دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات، (اسلامک پبلیکشنز لاہور، 2005)، ص:9

Maududi, Syed Abul Ala, Dawat-e-Islami Aur Oskay Mutalbat, (Islamic Publications Lahore, 2005), P: 9

[30]۔ ایضاً، ص:11

Ibid, P: 11

[31]۔ گوہر رحمٰن، مولانا، نفاذ شریعت اور اتحاد ملت، (مکتبہ تفہیم القرآن، مردان، 2000)، ص:36

Gohar Rehman, Maulana, Nifaz-e- Shariat Aur Itehaday Millat, (Maktaba Tafheen –Ul-Quran, Mardan, 2000), P: 36

[32]۔ اسرار احمد، ڈاکٹر، بیان القرآن، (خدام القرآن، لاہور، 2015)، ج:6، ص:313

Israr Ahmad, Dr. Bayan Al-Qur'an(Khudam Al-Qur'an, Lahore, 2015)Volumul: 6, P: 313

خطوط پر تربیت فرمائی اسی طرز پر امت کی تربیت کرنا اور اسلامی نظام کے خدوخال واضح کرنا اور قربانی کا جذبہ پیدا کرنا ،اطاعت امیر اور اجتماعی جدوجہد غلبہ دین حق کے لیے ضروری ہے۔

خلاصہ بحث

دور جدید کا تقاضا ہے کہ دعوت دین کا کام جدید تقاضوں کو اپنا کر اور انہیں مد نظر رکھ کر کیا جائے۔ جن میں خاص طور پر دین کا کام تمام زبانوں میں ہونا چاہیے۔ داعیان اسلام کو امت مسلمہ میں اتحاد و یگانگت کو فروغ دینا چاہیے۔ اسلام کی اشاعت و ترویج کے لیے ضروری ہے کہ اسلام کی اساسات کی دعوت دی جائے۔ اسلام کی امتیازی خصوصیات اور اسلام کا تصور حقوق واضح کیا جائے، ریفریشر کورسز، سیمینارز، کانفرنسز، گھروں میں دعوت دین اور غلبہ اسلام کی جدوجہد کے مناہج دعوت اختیار کرنا عصر جدید کی ضرورت ہے۔

نتائج

1۔ دعوت دین میں کسی ایک مسلک کو حق قرار دینا اور دیگر مسالک پر طعن کرنا، دعوت کو غیر موثر بنا دیتا ہے۔

2۔ فرقہ واریت نے امت مسلمہ میں تفریق پیدا کر دی ہے اور اس کے نتیجہ میں تعصبات نے جنم لیا ہے۔

3۔ دنیا کی بہت سی زبانوں میں ابھی تک نہ تو دعوتی لٹریچر تیار کیا گیا ہے اور نہ ہی دعوت دین دی گئی ہے۔

4۔ قومی اور بین لاقوامی سطح پر دعوت دین کے لئے ابھی تک کوئی موثر حکمت عملی تیار نہیں کی گئی۔

5۔ اسلامی ممالک نے دعوت کے اخلاقی ضوابط تیار نہیں کیے جس وجہ سے دعوت میں کماحقہ وسعت نہیں آ رہی۔

سفارشات

1۔ دعوت دین کے فروغ کے لئے مسلکی و گروہی اختلافات سے بالاتر ہو کر دین کی اساسیات کی دعوت دی جائے۔

2۔ حکومتی سطح پر دعوت دین کو موثر بنانے کے لیے ضابطہ اخلاق تیار ہونا چاہیے جس میں فرقہ واریت پر پابندی ہو۔

3۔ دنیا کی مختلف زبانوں میں دعوتی لٹریچر تیار کروانا چاہیے۔

4۔ قومی و بین الاقوامی سطح پر دعوت دین کے لیے حکمت عملی تیار کرنی چاہیے۔

5۔ حکومتی سطح پر مختلف زبانوں میں مثالی تبلیغ کے لیے مثالی مبلغین تیار کرنے چاہیں۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License